محبت کس سے کرنی چاہیے

(مولانا صوفی سید شاہ عبدالقادر صاحب۔ حیدرآبادی)

محبت کے دو سبب ہیں حسن اور احسان جو کوئی کسی کا گرفتار ہوتا ہے انہی دو زنجیروں میں سے کسی ایک زنجیر کا اگرچہ یہ دونوں زنجیریں کشش میں باہم دگر یکساں ہیں اگر بعض حسن کو اور بعض احسان کو ترجیح دیتے ہیں لیکن اہل تحقیق کی نظر میں دونوں کے جلوے یکساں نظر آتے ہیں۔

صاحب حسن کو حسین اور صاحب احسان کو محسن کہتے ہیں اور ان دونوں کو محبوب مطلوب اور معشوق کے معزز اور پیارے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے اسی طرح ان کے مبتلا اور گرفتاروں کو طالب محب اور عاشق کے نام سے پکارتے ہیں۔

حسین کامل وہ ہے جس کے جلوے اور نشانے سے عاشق کے جملہ حواس ظاہری و باطنی اپنی اپنی جنت میں داخل ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ مشہور دو محسوس عالم درحقیقت دس عالموں سے مرکب ہیں اور رب العالمین کے بھی یہی معنی ہیں دس عالم جس کا اوپر ذکر ہوا ان میں سے پانچ ظاہری ہیں اور پانچ باطنی۔ مبصرات، مسموعات، مذوقات مشمومات اور ملموسات کو ظاہری اور معقولات متخیلات تصورات توہمات اور تفکرات کو باطنی سے موسوم کرتے ہیں۔ خداوند تبارک و تعالیٰ نے ان میں سے ہر عالم کے مقابلے میں ایک حس پیدا کی ہے اور ہر عالم کو اس حس کی جنت قرار دیا ہے اور کوئی حس کسی دوسرے حس کو اپنی جنت میں داخل نہیں ہونے دیتا۔

کامل الحسن حسین کی جو تعریف بیان کی گئی ہے وہی کامل الاحسان محسن کی بھی ہے اسکے احسان سے عوام عشق زیر بار احسان ہو جاتے ہیں چونکہ یہ ہر دو صفات کی جامع صرف خدائے پاک کی مقدس ذات ہے اس لئے وہی حقیقی محبوب اور حقیقی معشوق ہے۔

اب اگر کوئی شخص کسی دوسرے سے دل لگاتا ہے تو وہ ایک دوسرے قسم کا دیوانہ نادان ہے اور سراسر نقصانات

میں ہی کیونکہ کسی محبوب میں ہر دو صفات مذکورہ بالا ناممکن ہیں کہ پائے جائیں اور جب نہیں ہیں تو حسن خوبی کی جس محبوب میں کمی ہے اور محب کا جو حسن اس کے مقابل کا ہے اس لیئے وہ کمی دوزخ کی مصداق ہے۔

اسکو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ قوی بحس انسان کے کسی حصہ جسم میں اگر ایک سوئی کی نوک بھی چبھ جاتی ہے تو اسکا سارا جسم اذیت کو محسوس کرتا اور اپنی اپنی جگہ پر بیقرار ہو جاتا ہے پس اسی طرح اگر کسی حسین کے مشاہدے میں ایک حس بھی کراہت کی دوزخ میں ہو تو جملہ حواس عشرہ کو درد و الم میں شریک و سہیم ہونا پڑیگا اور اگر شریک نہ ہوں تو فالج زدہ یا ناکارہ ہیں جن پر حس کا اطلاق نہیں کرنا چاہیئے اسلیئے ہم اس حس کے انسان کو مردہ تو نہیں کہہ سکتے لیکن زندہ بھی نہیں کہیں گے۔

فرض کیجیئے کہ آپ کا ایک محبوب ہے جو رنگ و روپ شکل و وضع وغیرہ میں نہایت ہی بہتر ہے اور جسکا حسن عالم بصارت کا بہترین نمونہ ہے اور جسکے مشاہدے میں آپ کی حس بصر مستغرق اور اپنی جنت میں داخل ہے لیکن اس کی آواز میں خشونت اور کراہت ہے تو آپ کے بقیہ حواس اسکے مشاہدے میں بیقرار ہونگے کیونکہ ان کیلیئے یہ چیز دوزخ کا کام کریگی اور اگر آپ کو ان چاروں حسوں کے اذیت کی خبر نہیں ہے تو آپ حواس باختہ اور مفلوج ہیں یہی مثال اور بقیہ عوالم اور احساسات کی بھی سمجھ لینی چاہیئے ایسا شخص اگرچہ اس نعمت کو سب کچھ سمجھ ہمیشگی کی دعا مانگے لیکن یہ دعا خواب کے اندر اس قیدی کی دعا ہوگی جو اپنے کو آزاد سمجھکر اس کے دوام کی دعا مانگ رہا ہو اور جب آنکھ کھلے تو اپنے کئے پر پچھتائے یہی حال غیر اللہ سے محبت کرنیوالوں کا ہوگا۔ مرنیکے بعد جب ان کی آنکھ کھلے گی تو حرص و ہوا کے قید و بند میں جکڑا ہوا اپنے کو پائیں گے اور کہیں گے۔ یلیتنی کنت ترابا۔

پس خوش قسمت عاشق وہ ہیں جن کو اپنے پیدا کرنے والے سے محبت ہو جو کامل الحسن بھی ہے اور کامل الاحسان بھی اور یہ سب قرآن مجید کے ذریعہ سے ہی ممکن ہے۔

محبت اس ہی سے کرنی چاہیئے جس کو سب سے زیادہ ہم سے محبت ہے اور جو ہمارا سب سے بڑا محسن ہے۔

مصلح